

# ٹیلی فون کال



ڈاکٹر الفیہ فاروقی

# ٹیلی فون کال

رات کا ایک بج رہا تھا۔ ساجد اپنے بستر پر بیٹھا کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس نے خود کو اچھی طرح لحاف میں لپیٹ رکھا تھا۔ گیس کا بیٹر اس نے ابھی کچھ دیر پہلے ہی بند کیا تھا کیونکہ اب کچھ ہی دیر بعد وہ سو جانا چاہتا تھا۔ باہر بارش ہو رہی تھی، موسم بے حد ٹھنڈا تھا ایسے موسم میں رات دیر تک دلچسپ کتابوں کا مطالعہ کرنے میں اسے بے حد لطف آتا تھا۔ وہ اکیلا رہتا تھا۔ اس کے والدین بہت عرصہ پہلے ایک حادثے میں انتقال کر چکے تھے، کوئی بہن بھائی نہیں تھا، اس نے اپنی تعلیم کو جاری رکھا، ساتھ ہی ساتھ وہ نوکری بھی کرتا رہا تا کہ خرچ چلتا رہے، اب اسے بینک میں جاب مل گئی تھی اور وہ مطمئن تھا۔ اس نے کچھ دیر بعد کتاب میز پر رکھ دی اور ایک سگریٹ لگانے کے بعد فاخرہ کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ اس کی خالہ کی لڑکی تھی۔ وہ شروع سے ہی اسے پسند کرتا تھا، اس سے محبت کرتا تھا اور فاخرہ بھی اسے بے حد

# ٹیلی فون کال

چاہتی تھی، اب ان دونوں نے عنقریب شادی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی تو وہ چونک گیا، پھر اس نے ریسورائٹھا کر کان سے لگانے کے بعد ”ہیلو“ کہا۔

”ہیلو ساجد! میں فاخرہ بول رہی ہوں۔“ فاخرہ نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

”فاخرہ، تم۔۔۔ اس وقت۔۔۔ خیریت تو ہے؟“ ساجد نے گھبرا کر پوچھا۔

اس نے کہا۔ ”خیریت نہیں ہے ساجد! میں اس وقت انتہائی مشکل میں ہوں، تم جلدی پہنچو، مجھے کچھ اوباش لڑکوں نے اغواء کر لیا ہے اور وہ کچھ ہی دیر بعد میری عزت لوٹنے والے ہیں۔“

ساجد اس کی بات کانٹے ہوئے بولا۔ ”تم۔۔۔ تم کہاں ہو فاخرہ، مجھے ایڈریس دو، میں فوراً پہنچتا ہوں۔ تمہیں ان لوگوں نے کیسے اغواء کر

# ٹیلی فون کال

لیا؟۔۔ کیا کسی نے مزاحمت نہیں کی؟“

”اوہ ساجد پلیز! ان سوالوں کا جواب دینے کا وقت نہیں ہے سب کچھ تمہیں بعد میں بتاؤں گی فی الحال تم جلد از جلد پہنچو۔“ فاخرہ نے کہا۔

”اچھا تم مجھے ایڈریس بتاؤ؟“ ساجد نے جلدی سے کہا۔

”سیٹھ قادر کی کوٹھی پر آ جاؤ اس کے آدمیوں نے مجھے اغواء کیا ہے۔“ فاخرہ نے کہا۔

”اوہ۔۔۔ سیٹھ قادر کے آدمیوں نے تمہیں اغواء کیا ہے یہ تو بہت

خطرناک لوگ ہیں لیکن تمہیں انہوں نے کیوں اغواء کر لیا؟“

ساجد نے پوچھا۔

”ابو سے کسی بات پر سیٹھ قادر کی تلخ کلامی ہوئی تھی تم جانتے ہو کہ ابو

پہلے اس کی فیکٹری میں ملازمت کرتے تھے ابو کی بے باکی اسے پسند

# ٹیلی فون کال

نہیں آئی اور اس نے مجھے اغواء کر دیا۔۔۔ پلیز اب زیادہ سوالات نہیں کرو ان لوگوں نے مجھے ایک کمرے میں بند کیا ہوا ہے میں نے روشندان سے دوسرے کمرے میں موجود ٹیلی فون ایک بڑی لکڑی کی مدد سے کھینچا ہے تم جلدی پہنچو وہ لوگ مجھے کہہ کر گئے ہیں کہ کھانا

کھانے اور پینے پلانے کے بعد وہ میرے پاس واپس آئیں گے۔“

”تم فکر نہ کرو میں ابھی تھوڑی دیر میں پہنچ رہا ہوں ہاں سنو اندر سے کمرے کی کنڈی لگا لو۔“ ساجد نے فاخرہ کو ہدایت کی۔

”کنڈی نہیں ہے یہاں۔“ فاخرہ نے کہا۔

”اوہ۔۔۔ بس تم میرا انتظار کرو میں کچھ ہی دیر میں پہنچ رہا ہوں اگر وہ

لوگ آ جائیں تو انہیں من مانی نہیں کرنے دینا ان کا مقابلہ کرنا۔“

ساجد نے کہا۔

”اچھا گھبرانا نہیں۔ بس میں پہنچ رہا ہوں تھوڑی دیر میں۔“ ساجد نے

# ٹیلی فون کال

کہا اور ریسیور کرپڈل پر پھینک دیا۔ پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا، اس نے فوراً گرم کوٹ، جوتے اور دستاں پہنے، کانوں پر منظر لپیٹنے کے بعد اس نے الماری میں سے ریو اور نکال کر جیب میں رکھ لیا۔ تالا اٹھانے کے بعد وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ جلدی سے اس نے اپنی موٹر سائیکل گھر سے باہر نکالی، پھر گھر کے بیرونی دروازے کو تالا لگایا اور موٹر سائیکل اشارت کر کے وہ روانہ ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ سیٹھ قادر بہت خطرناک قسم کا آدمی ہے، اس سے کسی بھی بات کی توقع کی جاسکتی ہے، وہ سمجھ گیا کہ فاخرہ نے پولیس کو کیوں فون نہیں کیا، یقیناً وہ بھی اس کی طرح جانتی تھی کہ پولیس اس سلسلے میں کچھ نہیں کرے گی۔ کیونکہ سیٹھ قادر کی پہنچ بہت اوپر تک تھی۔

اچانک بادل زور سے گرجے، بجلی کی چمک بھی دکھائی دی اور بارش تیز ہو گئی۔ ساجد نے موٹر سائیکل کی رفتار کچھ کم کر دی۔ کیونکہ تیز بارش

# ٹیلی فون کال

میں موٹر سائیکل چلانا اس کے لئے انتہائی مشکل ہو رہا تھا۔ سیٹھ قادر کی کوٹھی کافی فاصلے پر تھی۔ ساجد کو اس تک پہنچنے کے لئے ایک ایسی ویران سڑک پر سے بھی گزرنا پڑتا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ پر اسرار سڑک ہے۔ اکثر لوگوں کو وہاں عجیب و غریب مخلوق نظر آئی تھی اور اکثر لوگوں نے مختلف بھیاں آوازیں سنی تھیں۔ ساجد کچھ دیر بعد اس سڑک پر سے گزرنے لگا۔ اس کے ذہن میں سڑک کے متعلق لوگوں کی مختلف باتیں گردش کرنے لگیں لیکن یہ باتیں زیادہ دیر تک اس کے ذہن میں نہیں رہ سکیں کیونکہ اس وقت اسے فاخرہ کی فکر تھی۔ اسے فاخرہ کے والد پر غصہ آ رہا تھا جو ایک جہاندیدہ اور تجربہ کار انسان تھے، انہیں معلوم تھا کہ سیٹھ قادر ان کے ساتھ کچھ بھی کر سکتا ہے، پھر انہیں اس سے تلخ کلامی کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی، ساجد یہ بھی جانتا تھا کہ فاخرہ کے والد غصے کے تیز ہیں، لیکن وہ سوچ رہا تھا کہ

## ٹیلی فون کال

انسان چاہے کتنے غصے والا ہو اسے حالات اور واقعات کے مطابق عقل سے کام لینا چاہیے۔ ورنہ غصے سے بے قابو ہو کر وہ اپنا اور دوسروں کا نقصان کر سکتا ہے۔ ساجد انہی سوچوں میں گم احتیاط سے موٹر سائیکل چلاتا جا رہا تھا۔ اچانک کچھ دور سڑک کے کنارے اسے ایک شخص نظر آیا جو ہاتھ ہلا کر اسے روکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ ساجد نے بریک پر دباؤ بڑھایا۔ موٹر سائیکل آہستہ ہو گئی۔ وہ سوچنے لگا کہ آخر اسے روکنے والا کون ہو سکتا ہے؟ پھر اسے خیال آیا کہ کوئی شخص ہوگا جسے کسی کی مدد کی ضرورت ہوگی یہ بات بھی اس کے ذہن میں آئی کہ وہ لئیرا بھی ہو سکتا ہے اور ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ وہ پراسرار مخلوق ہو سکتی ہے۔ ساجد سوچنے لگا کہ اسے رکنا چاہئے یا نہیں؟ وہ بزدل نہیں تھا لیکن اس وقت وہ جلدی میں تھا وہ جلد از جلد سینٹھ قادر کی کوٹھی پہنچنا چاہتا تھا اگر وہ اس وقت کسی معاملے میں الجھ جاتا تو اسے

## ٹیلی فون کال

کوٹھی پہنچنے میں دیر ہو سکتی تھی اس نے موٹر سائیکل کی رفتار بڑھا کر تیزی سے نکل جانا چاہا لیکن سڑک پر موجود شخص عین اس کے سامنے آ گیا، ساجد کو مجبوراً موٹر سائیکل روکنی پڑی۔ اس نے غور سے دیکھا، اسے روکنے والا ایک بوڑھا شخص تھا، جس کی لمبی سفید داڑھی تھی۔ جب کہ اس کے کپڑے سفید تھے اس نے ایک ہاتھ میں ڈنڈا پکڑ رکھا تھا۔

”کیا بات ہے بابا۔۔۔؟ آپ نے مجھے کیوں روکا ہے؟“ ساجد نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

”کیا تم مجھے یہاں سے کچھ دور ایک کچے راستے پر چھوڑ کر آ سکتے ہو؟“ وہاں میرا گھر ہے؟“ بوڑھے نے گرجدار آواز میں کہا۔

”بابا! اس وقت میں جلدی میں ہوں اگر آپ کہیں تو واپسی پر آپ کو چھوڑ دوں گا۔“ ساجد نے کہا۔

لوگوں کی قید میں تھی جو نہ صرف اس کی عزت لوٹ سکتے تھے بلکہ اسے قتل بھی کر سکتے تھے دوسری جانب اب ایک ضعیف شخص کا مسئلہ تھا۔ جسے اگر ساجد اس سرد رات میں اس کے گھر نہ پہنچاتا تو وہ مر سکتا تھا اور ساجد کے دل میں ساری زندگی یہ بوجھ رہتا کہ وہ اس کی وجہ سے مرا ہے۔ ویسے بھی بوڑھے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اس کی جان نہیں چھوڑے گا۔ بالآخر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ جلد از جلد بوڑھے کو اس کے گھر چھوڑنے کے بعد فاخرہ کی طرف جائے گا۔ اس نے بوڑھے سے کہا۔ ”بابا! آپ جلدی سے موٹر سائیکل پر بیٹھ جائیں، میں پہلے آپ کو پہنچا دیتا ہوں۔“

”جیتے رہو بیٹا!“ بوڑھے نے کہا اور موٹر سائیکل پر بیٹھنے لگا۔ لیکن اس سے صحیح طرح بیٹھا نہیں جا رہا تھا۔ ساجد کو کوفت اور پریشانی ہونے لگی لیکن وہ کچھ نہیں بولا بوڑھا کچھ دیر بعد موٹر سائیکل پر بیٹھنے میں

”تم دیکھ رہے ہو کہ میں بھیگ رہا ہوں اور کہتے ہو کہ واپسی میں چھوڑ آؤ گے۔“ بوڑھے نے شکایتی انداز میں ساجد سے کہا۔ ”مجھے گھر جلدی پہنچنا ہے۔ میری مدد کرو۔“

”مجھے بھی ایک جگہ جلدی پہنچنا ہے بابا، معاملہ بہت اہم ہے۔“ ساجد نے کہا۔

”دیکھو! میں سردی سے مر سکتا ہوں، تم صرف چند منٹ میں مجھے میرے گھر تک پہنچا سکتے ہو، سوچ لو معاملہ تو یہ بھی اہم ہے اگر تم میری مدد نہیں کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ کبھی کوئی تمہاری مدد بھی نہ کرے۔“ بوڑھے نے عجیب انداز سے کہا۔

”کتنی دور جانا ہے بابا؟“ ساجد نے اس کی حالت دیکھ کر پوچھا۔ ”یہاں سے زیادہ دور نہیں جانا۔“ بوڑھے نے جواب دیا۔ ساجد سوچنے لگا کہ کیا کرے ایک طرف فاخرہ کا مسئلہ تھا وہ خطرناک ترین

## ٹیلی فون کال

کامیاب ہو گیا۔ ”چلو بیٹا! اس طرف کچے راستے پر گاڑی اتار لو۔“  
بوڑھے نے کہا تو ساجد نے موٹر سائیکل آگے بڑھا کر کچے راستے پر  
ڈال دی اسے یہاں موٹر سائیکل چلانے میں بہت دشواری پیش  
آ رہی تھی، کچھڑ اور گیلی مٹی کی وجہ سے بار بار موٹر سائیکل کا توازن  
خراب ہو رہا تھا۔

اچانک اسے ایک قصہ یاد آ گیا جو اس کی ممانی نے اسے سنایا تھا۔ وہ  
قصہ ایک ایسے شخص کے متعلق تھا جو رات میں کسی کام کی وجہ سے گاڑی  
میں گھر سے نکلتا ہے اور پھر اسے ایک بوڑھا شخص راستے میں ہاتھ کے  
اشارے سے روک لیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کی بیٹی کی طبیعت بہت  
خراب ہے اس لئے وہ اس کی مدد کرے اسے اس کے گھر پہنچا دے۔  
وہ شخص اس بوڑھے کو گاڑی میں بٹھا لیتا ہے، پھر وہ بوڑھا اسے ایک  
ویران جگہ میں لے جاتا ہے اور ایک کھنڈر کے بارے میں کہتا ہے کہ

## ٹیلی فون کال

یہی اس کا گھر ہے، پھر اس بوڑھے کی شکل تبدیل ہونا شروع ہو جاتی  
ہے اور وہ ایک خوفناک بلا کا روپ دھار لیتا ہے اس کے ساتھی بھی ارد  
گرد سے نکل کر آ جاتے ہیں اور گاڑی والے شخص کا خون پینے کی  
کوشش کرتے ہیں اسی وقت وہاں ایک بزرگ آ جاتے ہیں جو گاڑی  
والے شخص کو ان بلاؤں سے بچاتے ہیں۔ ساجد کو یہ قصہ سوچ کر  
پریشانی ہونے لگی اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے اس کے پیچھے بیٹھا  
ہو بوڑھا بھی اسے ایک ایسی جگہ لے جا رہا ہے جہاں وہ خوفناک بلا کا  
روپ دھار لے گا اور اس کے ساتھی بھی آ جائیں گی اور ساجد کا خون  
پی لیں گے ساجد سوچنے لگا کہ اگر واقعی ایسا ہوا کہ بوڑھے نے بلا کی  
شکل اختیار کر لی اور اس کے ساتھی بھی آ گئے تو یہاں کوئی بزرگ نہیں  
آئیں گے جو اسے بچا سکیں کیونکہ گاڑی والے شخص کا تو ایک قصہ تھا جو  
پتہ نہیں کتنا جھوٹ اور کتنا سچ تھا، جھوٹ اور سچ کا خیال آتے ہی ساجد

## ٹیلی فون کال

نے اپنے ذہن سے اس خیال کو کہ بوڑھا بلا بن جائے گا وہ سمجھ کر نکالنا چاہا اور سوچا کہ یہ سب بات آج کے ترقی یافتہ دور میں ممکن نہیں ہے۔ کچھ دیر کے لئے تو وہ ایسے خیالات کو اپنے دماغ سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا لیکن پھر انہی خیالات نے اسے گھیر لیا اور ایک انجانے خوف کی لہریں اس کے جسم میں بار بار دوڑنے لگیں۔ اس نے بے اختیار کئی مرتبہ پیچھے مڑ کر بوڑھے کو دیکھا وہ اپنی اصل شکل میں بیٹھا ہوا تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد ساجد نے بوڑھے سے پوچھا۔ ”بابا! آپ تو کہہ رہے تھے کہ زیادہ دور نہیں جانا ہے لیکن ہم تو کافی دور آچکے ہیں۔“

”بس اب زیادہ دور نہیں ہے میرا گھر۔“ بوڑھے نے تسلی آمیز لہجے میں کہا۔

## ٹیلی فون کال

کچھ دیر بعد ساجد کو پریشانی اور کوفت ہونے لگی کیونکہ بوڑھے کا گھر ہی نہیں آ رہا تھا اسے فاخرہ کا خیال بار بار پریشان کر رہا تھا بوڑھے کو موٹر سائیکل پر بٹھانے سے پہلے اس کا خیال تھا کہ پانچ سات منٹ میں ہی وہ بوڑھے کو اس کے گھر پہنچا دے گا اور پھر جلد از جلد فاخرہ کے پاس پہنچنے کی کوشش کرے گا، لیکن اب تو تقریباً بیس منٹ گزر چکے تھے۔ ”باباجی! اور کتنی دور جائیں گے آپ؟“ اس نے قدرے بیزار اور پریشان لہجے میں پوچھا۔

”بس اب زیادہ دور نہیں ہے۔“ بوڑھے نے اطمینان کے ساتھ جواب دیا۔

”او باباجی! آپ تو شروع سے ہی یہ کہتے چلے آ رہے ہیں کہ زیادہ دور نہیں جانا ہے اور دیکھیں ہم لوگ کتنی دور آ گئے ہیں۔“ ساجد نے شکایت کی۔



## ٹیلی فون کال

”فکر نہ کرو اب زیادہ دور نہیں ہے گھر۔“ بوڑھے نے کہا۔ اس کی بات سن کے ساجد بھنا گیا۔ اسے شدید غصہ آنے لگا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ موٹر سائیکل روکے اور بوڑھے کو اتار دے لیکن پھر اس نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

”جناب! میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ مجھے ایک اور جگہ بھی جلد سے جلد پہنچنا ہے آپ کا گھر تو آہی نہیں رہا۔“

”پریشان نہ ہو، ہم گھر کے قریب پہنچ چکے ہیں۔“ بوڑھے نے مطمئن لہجے میں کہا۔

کچھ دیر بعد ساجد کو ایک کھنڈرات نظر آئے تو ایک بار پھر اسے مماتی کا سنایا ہوا قصہ یاد آ گیا۔ چند لمحے کے لئے خوف اس پر غالب آ گیا لیکن اس نے خود کو خوف کے شکنجے سے آزاد کرالیا۔

”بس یہیں روک لو۔“ بوڑھے نے ساجد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے

## ٹیلی فون کال

ہوئے کہا۔ اس نے موٹر سائیکل روک لی۔ اس نے خود کو خوفزدہ محسوس کیا۔ پھر اس نے بوڑھے سے کہا۔

”اچھا! اب مجھے اجازت دیں۔“

”بھئی! اتنی بھی کیا جلدی ہے، ذرا کوئی کچھ کھاپی لو ہمارے ساتھ۔“

بوڑھے نے فکر انداز میں اس سے کہا۔

”نہیں۔۔۔ بس اب مجھے اجازت دیں، مجھے ایک اور جگہ پہنچنا ہے“

میں پھر کبھی آپ کے پاس آؤ گا۔“ ساجد نے کہا۔

”پھر کبھی نہیں۔۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔ آؤ میرے ساتھ۔“

بوڑھے نے کرخت لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایک دم ہی بدل گیا تھا۔

”نہیں۔۔۔ دیکھیں، مجھے ایک جگہ پہنچنا ہے۔“ ساجد نے قدرے

پریشان لہجے میں کہا۔

”بعد میں جانا۔۔۔ پہلے ہمارے ساتھ کچھ کھاپی لو۔“ بوڑھے نے

## ٹیلی فون کال

”فکر نہ کرو اب زیادہ دور نہیں ہے گھر۔“ بوڑھے نے کہا۔ اس کی بات سن کے ساجد بھنا گیا۔ اسے شدید غصہ آنے لگا تھا۔ اس نے سوچا کہ وہ موٹر سائیکل روکے اور بوڑھے کو اتار دے لیکن پھر اس نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

”جناب! میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ مجھے ایک اور جگہ بھی جلد سے جلد پہنچنا ہے آپ کا گھر تو آہی نہیں رہا۔“

”پریشان نہ ہو، ہم گھر کے قریب پہنچ چکے ہیں۔“ بوڑھے نے مطمئن لہجے میں کہا۔

کچھ دیر بعد ساجد کو ایک کھنڈرات نظر آئے تو ایک بار پھر اسے مماتی کا سنایا ہوا قصہ یاد آ گیا۔ چند لمحے کے لئے خوف اس پر غالب آ گیا لیکن اس نے خود کو خوف کے شکنجے سے آزاد کرالیا۔

”بس یہیں روک لو۔“ بوڑھے نے ساجد کے کندھے پر ہاتھ رکھتے

## ٹیلی فون کال

ہوئے کہا۔ اس نے موٹر سائیکل روک لی۔ اس نے خود کو خوفزدہ محسوس کیا۔ پھر اس نے بوڑھے سے کہا۔

”اچھا! اب مجھے اجازت دیں۔“

”بھئی! اتنی بھی کیا جلدی ہے، ذرا کوئی کچھ کھاپی لو ہمارے ساتھ۔“

بوڑھے نے فکر انداز میں اس سے کہا۔

”نہیں۔۔۔ بس اب مجھے اجازت دیں، مجھے ایک اور جگہ پہنچنا ہے“

میں پھر کبھی آپ کے پاس آؤ گا۔“ ساجد نے کہا۔

”پھر کبھی نہیں۔۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔ آؤ میرے ساتھ۔“

بوڑھے نے کرخت لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایک دم ہی بدل گیا تھا۔

”نہیں۔۔۔ دیکھیں، مجھے ایک جگہ پہنچنا ہے۔“ ساجد نے قدرے

پریشان لہجے میں کہا۔

”بعد میں جانا۔۔۔ پہلے ہمارے ساتھ کچھ کھاپی لو۔“ بوڑھے نے

تکمانہ انداز میں کہا۔

ساجد کو یقین ہو گیا کہ اب اس کی خیر نہیں ہے۔ بوڑھا اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا تھا، پھر اس کے ساتھی اور وہ اس کو خون پی جائیں گے۔ وہ کافی خوفزدہ ہو چکا تھا، پھر بھی اس نے اپنے ہوا اس کو قابو میں رکھا اور بولا۔ ”دیکھیں جناب! جس طرح آپ کی زندگی کا مسئلہ تھا، اسی طرح کسی اور کی بھی زندگی کا مسئلہ ہے، اگر میں نہ پہنچا تو اسے قتل بھی کیا جاسکتا ہے۔“

”اتر دو۔۔۔ چلو میرے ساتھ۔“ بوڑھے نے ساجد کا ہاتھ پکڑتے ہوئے خونخوار انداز میں کہا۔ ساجد کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی لوہے کے شکنجے میں اس کا ہاتھ پھنس گیا ہو، پھر بوڑھے نے اسے تقریباً گھسیٹ لیا۔ اس سے پہلے کہ وہ موٹر سائیکل گر جاتی، وہ چیخا۔

”یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔؟ یہ کون سا طریقہ ہے مہمان نوازی

کا؟“

”ہمارا یہی طریقہ ہے، چلو میرے ساتھ۔“ بوڑھے نے کہا اور ساجد کو گھسیٹنے لگا، ساجد سے موٹر سائیکل چھوٹنے کے بعد گر گئی اور وہ بوڑھے سے خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے کے باوجود اس کے ساتھ آگے بڑھنے لگا کیونکہ بوڑھے میں بہت طاقت تھی۔

کچھ دیر بعد بوڑھا ساجد کو کھنڈر کے اندر لے آیا۔ یہاں ہر طرف گہرا اندھیرا تھا۔ بوڑھا، ساجد کو گھسیٹنے لئے جارہا تھا اور ساجد خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا، پھر بوڑھا اسے ایک ایسے کمرے میں لے آیا جہاں کئی دیئے روشن تھے، قالین بچھے ہوئے تھے، ماحول گرم تھا، جب کہ قالین پر ایک بوڑھی عورت اور دو ادھیڑ عمر کے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

”تم نے آنے میں بہت دیر کر دی؟“ بوڑھی عورت نے بوڑھے سے

## ٹیلی فون کال

شکا جی انداز میں کہا۔

”ہاں! بس ذرا دیر ہو گئی۔“ بوڑھے نے سرسری انداز میں کہا، پھر اس نے ساجد کا ہاتھ چھوڑنے کے بعد اس سے کہا۔ ”بیٹھ جاؤ قالین پر۔“ ساجد نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ ”دیکھیں! وہ۔۔۔ میرا مسئلہ۔۔۔“

بوڑھے نے اس کی بات کاٹتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ ”خاموش بیٹھے رہو۔“ پھر اس نے بوڑھے اور دونوں آدمیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔ ”یہ ہمارا مہمان ہے۔۔۔ اس کی خوب خاطر کرو۔“ اپنی بات ختم

کرنے کے بعد بوڑھا بھی قالین پر بیٹھ گیا۔ ساجد ان تینوں کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کا اندازہ درست نکلا، بوڑھا اسے بالآخر کسی نہ کسی طرح اپنے ٹکانے پر لے آیا ہے اور اب اسے یقیناً مار دیا جائے گا۔ وہاں سے فرار ہونے کے بارے میں سوچنے لگا۔ اس نے آس پاس کا جائزہ لیا، وہ صرف دروازے سے باہر جاسکتا

## ٹیلی فون کال

تھا۔ جس سے بوڑھا اسے لے کر آیا تھا۔ بڑھیا اٹھ کر اس کے قریب آ گئی۔ پھر وہ بیٹھ گئی اور اسے غور سے دیکھنے لگی، ساجد بری طرح خوفزدہ ہو گیا۔

”کیا کھانا پسند کرو گے؟“ بوڑھیا نے پوچھا تو ساجد گھبرا کر بولا۔

”جی۔۔۔ نہیں۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ بس میں جانا چاہتا ہوں۔“

”تم نہیں جاسکتے۔۔۔ جب تک ہم نہیں چاہیں گے تم نہیں جاسکتے۔“ بوڑھے نے کرخت لہجے میں کہا۔

”بتاؤ۔۔۔ کیا کھانا پسند کرو گے؟“ بڑھیا نے اپنا سوال دہرایا۔ ساجد نے سوچا کہ اب وہ بری طرح پھنس گیا ہے اور یہاں سے فرار ہونے کی کوشش بھی ناکام ہو سکتی ہے، اس نے فاخرہ کے بارے میں سوچا پھر بوڑھیا سے بولا۔

”دیکھیں جی!۔۔۔ وہ میری مگنیتر سخت مشکل میں ہے، میں نے تو ان

## ٹیلی فون کال

کے ساتھ نیکی کی اور انہیں یہاں تک چھوڑنے آگیا لیکن آپ لوگ میرے ساتھ بہت برا کر رہے ہیں۔۔۔ کیا نیکی کا صلہ یہی ہوتا ہے؟“

بڑھیا کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ بکھر گئی، اس نے پوچھا۔ ”تم خوفزدہ کیوں ہو؟“

”جی نہیں۔۔۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔۔۔ میں اپنی مگیت کی وجہ سے پریشان ہوں۔“ ساجد نے کہا۔

”بھول جاؤ اسے۔۔۔ یہ بتاؤ کیا کھاؤ گے؟“ بڑھیا نے پوچھا۔

ساجد نے سوچا اب تو وہ فاخرہ تک نہیں پہنچ پائے گا اس لئے اس کی طرف سے پریشان ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اس نے ایک گہرا سانس لینے کے بعد بڑھیا سے کہا۔ ”جو آپ کا دل چاہے کھلا دیں۔“

”اچھا تم بے فکر ہو کر بیٹھو میں لے کر آتی ہوں۔“ بڑھیا نے کہا اور اٹھ

## ٹیلی فون کال

کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

”یہ دونوں میرے بھائی ہیں۔“ بوڑھے نے ساجد کو ان دو آدمیوں کے بارے میں بتایا۔ ساجد نے دل میں سوچا مجھے کیا دلچسپی تمہارے بھائیوں سے۔ بوڑھا اپنی بات آگے بڑھاتے ہوئے بولا۔ ”یہ جو ابھی باہر گئی ہے، یہ میری بیوی ہے، ہم لوگ بہت عرصے سے یہاں رہ رہے ہیں۔“ اسی وقت بڑھیا کمرے میں داخل ہوئی، اس کے ہاتھ میں ایک بڑی ٹرے تھی، اس نے وہ ساجد کے سامنے رکھ دی اور اس پر موجود کپڑا ہٹا دیا۔ وہاں بہت اچھی اچھی کھانے پینے کی چیزیں رکھی تھیں۔

”لو بھئی کھا لو۔۔۔ کچھ اور کھانا چاہو تو مجھے بتا دینا۔“ بڑھیا نے کہا۔

ساجد سوچنے لگا کہ اسے کچھ کھانا چاہئے یا نہیں۔ اس پر اسرار ماحول میں اسے ڈرتھا کہ وہ پراسرار لوگ کوئی الٹی سیدھی چیز اسے نہ کھلا دیں

# ٹیلی فون کال

جو کسی بھی طرح اس کے لئے نقصان دہ ثابت ہو۔

”کھاؤ بھئی۔۔۔ کیا سوچنے لگے؟“ بوڑھے کی کرخت آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ خوفزدہ ہو گیا اور بے اختیار اس کا ہاتھ کھانے کی طرف چلا گیا اس نے تلی ہوئی مرغی کی ایک ران اٹھالی اور دانٹوں سے اسے تھوڑا سا نوچ لیا، مرغی بڑی لذیذ تھی۔ پریشان اور خوفزدہ ہونے کے باوجود وہ پوری ران ختم کر گیا۔ پھر بوڑھے کے کہنے پر اس نے کچھ اور چیزیں بھی کھائیں۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ بوڑھے سے بولا۔

”اچھا! اب آپ مجھے اجازت دیں۔“

”اس بارش اور طوفان میں کہاں جاؤ گے؟ صبح چلے جانا۔“ بوڑھے نے کہا۔

”طوفان۔۔۔؟ طوفان کہاں ہے۔۔۔؟ باہر تو ہلکی پھلکی بارش ہی ہو

# ٹیلی فون کال

رہی ہے۔“ ساجد نے کہا۔ ”نہیں۔۔۔ اب ہلکی پھلکی بارش نہیں ہو رہی طوفان آچکا ہے۔“ بوڑھے نے کہا تو ساجد حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

”آپ کو کیسے پتہ چلا کہ باہر طوفان آچکا ہے؟“

بوڑھا پر اسرار مسکراہٹ بکھیرنے کے بعد بولا۔ ”مجھے پتہ چل جاتا ہے۔“ پھر وہ اٹھتے ہوئے بولا۔ ”آؤ میرے ساتھ۔“

کچھ دیر بعد وہ دونوں کھنڈر سے باہر آئے تو باہر واقعی طوفان آیا ہوا تھا۔ بوڑھا ساجد کو لے کر واپس کمرے میں آ گیا۔ اب تو ساجد کو پکا یقین ہو چکا تھا کہ وہ پر اسرار بدروحوں کے شکنجے میں پھنس چکا ہے ورنہ بوڑھے کو کیسے پتہ چلا تھا کہ باہر طوفان آیا ہوا ہے۔ ساجد نے اپنی آخری کوشش کرنے کا ارادہ کیا۔ اب اسے یہاں سے دوڑ جانے کی کوشش کرنی چاہئے پھر چند لمحوں بعد اس نے دوڑ لگا دی۔ ابھی وہ

## ٹیلی فون کال

کمرے کے دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ کسی نے اسے پیچھے سے پکڑ لیا۔ اس نے فوراً مڑ کر دیکھا اور خوف سے لرز اٹھا کیونکہ بوڑھا کافی دور اپنی جگہ پر بیٹھا تھا اور اس کا ہاتھ لمبا ہو کر ساجد کو پکڑ چکا تھا پھر بوڑھے کے ہاتھ نے ساجد کو کھینچ لیا وہ اسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے اٹھ کر بھاگا تھا۔ ”بیٹھ جاؤ۔۔۔ یہاں سے تم بھاگ نہیں سکتے۔“

بوڑھے نے کرخت آواز میں کہا۔

”مجھے جانے دیں۔۔۔ میری مگیت کی زندگی خطرے میں ہے۔“

ساجد نے گویا التجا کی۔

”چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔“ بوڑھے نے غصے سے کہا تو ساجد بیٹھ گیا۔

کچھ دیر بعد بڑھیا بوڑھا اور اس کے دونوں بھائی اٹھ کھڑے ہوئے۔ بوڑھا تو ساجد کے قریب ہی کھڑا تھا باقی تینوں بھی اس کے پاس پہنچ گئے۔ ساجد خوفزدہ نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا اس کا دل

## ٹیلی فون کال

تیزی سے دھڑکنے لگا۔ وہ چاروں جس انداز سے اس کے پاس کھڑے تھے اس سے اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ کسی بھی لمحے وہ چاروں خونخوار بلاؤں کا روپ بدل کر اسے بھنبھوڑ ڈالیں گے اس نے بے اختیار ادھر ادھر نظر ڈالی کہ شاید دوڑ جانے کی صورت نظر آجائے اسی لمحے بوڑھے نے اس سے کہا۔

”اب تم آرام کرو صبح چلے جانا اور ہاں یہاں فرار ہونے کا سوچنا بھی نہیں۔“

”میں۔۔۔ میں ابھی جانا چاہتا ہوں۔“ ساجد نے کہا۔

”ابھی تمہارے لئے باہر بہت خطرہ ہے آرام سے سو جاؤ۔“ بوڑھے نے کہا تو ساجد حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا پھر بولا۔

”خطرہ۔۔۔؟ میرے لئے۔۔۔؟“

”ہاں۔۔۔ تمہارے لئے خطرہ ہے۔۔۔ میں ابھی تمہیں کچھ نہیں بتا

## ٹیلی فون کال

سکتا کیونکہ تم میری بات پر یقین نہیں کرو گے۔“ بوڑھے نے کہا۔  
 ”آپ بتائیں، میں آپ کی بات پر یقین کر لوں گا۔“ ساجد نے  
 جلدی سے کہا۔

”بس، تم بے فکر ہو کر سو جاؤ۔“ بوڑھے نے قدرے کرخت لہجے میں  
 کہا۔ پھر وہ چاروں کمرے سے باہر چلے گئے۔ ساجد کافی دیر تک  
 بت بنا بیٹھا رہا اور بوڑھے کی باتوں پر غور کرتا رہا کہ آخر وہ کیا کہنا  
 چاہتا تھا؟ کیا واقعی وہ سچ کہہ رہا تھا اس کے لئے باہر خطرہ ہے یا صرف  
 اسے تسلی دینے کے لئے ایسی باتیں کر رہا تھا جن کی وجہ سے وہ مطمئن  
 ہو جائے اور وہ لوگ کسی بھی وقت آکر اس کو خون پی جائیں؟ اسے  
 بھنبھوڑ کر رکھ دیں۔ وہ بے چینی سے کمرے میں ٹہلنے لگا اس کی ہمت  
 نہیں ہو رہی تھی کہ کمرے سے باہر کا جائزہ لے لے وہ بوڑھے کا ہاتھ لمبا  
 ہو جانے کی وجہ سے اب تک خوفزدہ تھا۔

## ٹیلی فون کال

بہت دیر تک ٹہلتے رہنے کے بعد بالآخر وہ تھک کر بیٹھ گیا۔ فاخرہ کے  
 بارے میں اس نے سوچا کہ اب تک تو اس کی عزت لوٹنے کے بعد  
 اسے قتل بھی کر دیا گیا ہوگا۔ کچھ دیر بعد وہ لیٹ گیا۔ کافی دیر تک وہ  
 جاگتا رہا، پھر رات کے کسی پہرہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

”اٹھو! صبح ہو گئی ہے۔“ اس کے کانوں میں آواز آئی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ  
 بیٹھا۔ بوڑھا اس کے قریب ہی بیٹھا تھا اس نے اسے جگایا تھا۔ ”آؤ  
 میرے ساتھ منہ ہاتھ دھو لو، ناشتہ کر کے چلے جانا۔“ بوڑھے نے اٹھتے  
 ہوئے کہا۔ پھر وہ اسے لے کر ایک ایسی جگہ آگیا جہاں منہ ہاتھ  
 دھونے کے لئے پانی موجود تھا۔ اب ساجد کو کچھ کچھ یقین آ رہا تھا کہ  
 بوڑھا اور اس کے ساتھی اسے مارنا نہیں چاہتے، معاملہ کچھ اور ہے۔  
 اس نے منہ ہاتھ دھو لیا تو بوڑھا اسے واپس کمرے میں لے آیا۔ کچھ  
 دیر بعد بڑھیا ناشتہ لے آئی۔ پھر وہ اور بوڑھا کمرے سے باہر چلے



# ٹیلی فون کال

گئے اور ساجد ناشتہ کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد بڑھیا اور بوڑھا آگئے ساجد نے چند لمحے پہلے ہی ناشتہ ختم کیا تھا۔ بڑھیا ٹرے اٹھا کر لے گئی اور بوڑھا ساجد کے قریب بیٹھ گیا۔ پھر بولا۔ ”تم رات کو جہاں جانا چاہتے تھے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔“

”جی۔۔۔! کیا مطلب۔۔۔؟ میں کچھ سمجھا نہیں۔“ ساجد نے الجھتے ہوئے لہجے میں کہا۔

بوڑھا بولا۔ ”رات میں جب میں نے تمہیں دیکھا تو مجھے پتہ چل گیا کہ تم کہاں جا رہے ہو، میں نے تمہیں روک لیا اور پھر تمہیں کسی طرح یہاں لے آیا۔۔۔ رات کو تمہارے ساتھ ایک بڑا دھوکا ہونے والا تھا۔۔۔ تمہیں دراصل ایک بدروح نے بلوایا تھا۔۔۔“

”بدروح نے؟“ ساجد کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

# ٹیلی فون کال

”ہاں۔۔۔ اگر تم کچھ اور آگے جاتے تو وہ بدروح اپنے ساتھیوں سمیت تمہیں پکڑ لیتی اور اگر تم ان کی گرفت میں آ جاتے تو یقیناً وہ اب تمہیں مار کر تمہارا خون پی جاتے۔“ بوڑھے نے کہا۔

”لیکن مجھے تو میری منگیتر نے فون کیا تھا کہ اسے اخوا کر لیا گیا ہے۔“ ساجد نے حیرت سے کہا۔

”ہاں۔۔۔ لیکن وہ فون ایک شیطانی چکر تھا، تمہاری منگیتر نے نہیں کیا تھا وہ فون۔۔۔ اب تم آرام سے گھر جاؤ اور جا کر اپنی منگیتر سے پوچھ لینا کہ کیا اس نے ٹیلی فون کیا تھا۔۔۔ رات کو میں تمہیں اس لئے نہیں بھیج سکتا تھا کیونکہ وہ بدروح کسی نہ کسی طرح تمہیں گھیر لیتی اور میری مجبوری تھی کہ میں اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تھا، مجھے معلوم تھا کہ صبح ہونے پر وہ سب چلے جائیں گے اور ایسا ہی ہوا ہے اب تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔“ بوڑھے نے کہا۔

”آپ کون ہیں بابا؟“ ساجد نے پوچھا۔

”یہ جاننے کی تمہیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ بوڑھے نے کہا، پھر وہ

ساجد کی موٹر سائیکل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ ”اسے اٹھا لو اور بے فکر ہو کر جاؤ۔“

”کیا وہ بدروح اور اس کے ساتھی مجھے پھر کبھی تو نقصان نہیں پہنچائیں گے؟“ ساجد نے پوچھا۔

”نہیں! اب وہ یہاں سے جا چکے ہیں، وہ کسی اور کو پھنسانے کی کوشش کریں گے، کیونکہ وہ کوئی شیطانی چکر ایک مرتبہ ہی چلا سکتے ہیں۔“ بوڑھے نے کہا۔

ساجد نے اپنی موٹر سائیکل اٹھا کر صاف کی، پھر بوڑھے سے بولا۔  
 ”آپ کا بہت شکریہ بابا کہ آپ نے میری مدد کی، کیا میں آپ سے ملنے کسی وقت آ سکتا ہوں؟“

”نہیں۔۔۔ اب ہم تمہیں یہاں نہیں ملیں گے۔“ بوڑھے نے جواب دیا۔

موٹر سائیکل اشارٹ کرنے کے بعد ساجد نے بوڑھے کی طرف دیکھا، بوڑھے نے ایک ہاتھ الوداعی انداز میں اوپر اٹھا کر اپنے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دی۔ ساجد بھی دھیرے سے مسکرایا، پھر روانہ ہو گیا۔

وہ سب سے پہلے فاخرہ کے گھر پہنچا۔

”آج تم اتنی صبح صبح۔۔۔؟ خیریت تو ہے۔۔۔؟“ فاخرہ نے پوچھا۔  
 ”ہاں۔۔۔ مسئلہ ہی کچھ ایسا ہو گیا تھا۔“ ساجد نے کہا، پھر اس نے

فاخرہ سے پوچھا۔ ”کیا تم نے رات مجھے فون کیا تھا؟“

”میں نے۔۔۔؟ نہیں تو۔۔۔ بات کیا ہے بتاؤ نا۔۔۔؟“ فاخرہ نے کہا۔

# ٹیلی فون کال

”کیا بات ہے بیٹا۔۔۔ تم کچھ پریشان لگ رہے ہو تاؤ کیا بات ہے؟“  
 فاخرہ کی امی نے ساجد سے پوچھا تو اس نے سارا واقعہ بتا دیا جس  
 پر انہوں نے حیرت کا اظہار کیا بلکہ اس بوڑھے کے لئے تشکر آمیز  
 کلمات بھی کہے جو انسانی نہیں کوئی اور مخلوق تھا۔



﴿ایس فاروق﴾